QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

اردو ناول میں نسوانی ثقافت کی ترجمانی: طاہرہ اقبال کے ناول "ہڑپہ" کا تنقیدی مطالعہ

REPRESENTATION OF FEMININE CULTURE IN THE URDU NOVEL: A CRITICAL STUDY OF TAHIRA IQBAL'S *HARAPPA*

محمد آصف رانا

پی ایچ ڈی اسکالر (اردو)، مسلم یوتھ یونیورسٹی، اسلام آباد

ڈاکٹر عطا رسول (شاکر کنڈان)

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو، مسلم یوتھ یونیورسٹی، اسلام آباد

Abstract

This research article critically examines the representation of feminine culture in Urdu fiction, focusing on Harappa, a novel by Tahira Iqbal. The study explores how the novel encapsulates the lived experiences, linguistic identity, socio-cultural expressions, and philosophical consciousness of women in a rural Punjabi setting. Through an analysis of key female characters, the paper illustrates how Tahira Iqbal redefines traditional gender roles and gives voice to suppressed narratives. The narrative structure, regional language, and cultural symbolism serve as vital tools in constructing a distinctly feminine discourse. The article concludes that Harappa is not merely a literary depiction of rural life but a bold feminist statement that challenges patriarchal norms and reclaims agency for women in Urdu literature.

Keywords

Urdu Novel, Feminine Culture, Tahira Iqbal, Harappa, Gender Studies, Feminist Criticism, Punjabi Society, Women's Narrative, Urdu Fiction, Rural Women

اردو ادب کی نثری اصناف میں ناول ایک ایسی بھرپور اور وسعت پذیر صنف ہے جس نے انسانی زندگی کے جملہ پہلوؤں کو اپنے بیانیے کا حصہ بنایا ہے۔ ناول نہ صرف معاشرتی حقائق کو بیان کرتا ہے بلکہ تہذیبی شناخت، طبقاتی کشمکش، اور بالخصوص نسوانی تجربات کو بھی مؤثر انداز میں اُجاگر کرتا ہے۔ نسوانی ثقافت، جو عورت کے جذبات، جسمانی اور نفسیاتی کیفیات، معاشرتی حیثیت اور تہذیبی شعور سے عبارت ہے، اردو ناول میں ہمیشہ سے ایک اہم موضوع رہی ہے۔ تاہم، جدید فکشن میں اس کی ترجمانی مزید گہرائی، جرات اور معنویت کے ساتھ کی گئی ہے۔ ناول نگار جب کسی نسوانی کردار کی تخلیق کرتا ہے، تو وہ محض عورت کی زندگی کے خارجی نقوش بیان نہیں کرتا بلکہ اس کی داخلی کائنات، خاموش مزاحمت، معاشرتی جبر اور وجودی کشمکش کو بھی بیانیہ کا حصہ بناتا ہے۔ یہی اندازِ بیان اُس وقت زیادہ نمایاں ہو جاتا ہے جب ناول نگار خود عورت ہو، اور وہ عورت نہ صرف اپنی ذات کے تجربات رکھتی ہو بلکہ ایک مکمل تہذیبی شعور اور مشاہداتی بصیرت کی حامل ہو۔ طاہرہ اقبال اسی شعور، فن اور فہم کی نمائندہ ناول نگار ہیں جنھوں نے اپنے ناول "ہڑپہ" میں نسوانی ثقافت کو ایک ہمہ جہت موضوع کے طور پر پیش کیا ہے۔

طاہرہ اقبال کے ناول "ہڑپہ" میں عورت کی زندگی کو نہ صرف دیہی پس منظر میں دکھایا گیا ہے، بلکہ اُس کے بدن، ذہن، روح، شناخت، اور تقدیر کو جبر، جاہلیت، اور روایت کے پنجرے میں قید دکھا کر نسوانی وجود کی چیخ کو ادبی پیکر دیا گیا ہے۔ یہ چیخ صرف کسی فردِ واحد کی فریاد نہیں بلکہ پوری نسوانی ثقافت کی وہ صدائے احتجاج ہے جو صدیوں کے سماجی جبر، صنفی امتیاز اور نفسیاتی استحصال سے جنم لیتی ہے۔ جیسا کہ یونس جاوید نے بجا طور پر کہا ہے:

> "جہالت اور جبر کے خلاف جہاد ہی معاشرے کے ٹھیکداروں کو آئینہ دکھانے کے مترادف ہے... عورت کی صعوبتیں نہیں، نس نس میں پروئی اس کی بے بسی... اور طاقت ور کو عدل کا روپ سمجھنا کیسی انوکھی تثلیت ہے جسے طاہرہ مصور کرتی ہے تو قاری کو زنجیر اور اسیر کر دینے کی صلاحیت ہے۔"(1)

طاہرہ اقبال نے ہڑپہ جیسے علامتی عنوان کے تحت جس تہذیب، تاریخ، اور انسانی رویے کو فکری بنیاد بنایا ہے، اُس کا مرکز عورت ہے —— وہ عورت جو زمیندار گھرانے میں پیدا ہوتی ہے، جسمانی تبدیلیوں سے گزرتی ہے، ماں کی نفرت سہتی ہے، بیوی کے رتبے میں ذلت اٹھاتی ہے، اور معاشرے کے ہر ادارے سے کچلی جاتی ہے۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

ناول کے کردار "صنوبر"، "چنی"، اور "بالی" اس نسوانی بیانیے کی متنوع پرتوں کو عیاں کرتے ہیں، جو کبھی جھلی اوڑھے ہوئے خاموشی کی علامت بنتی ہے، تو کبھی گندی ٹاکیوں کے استعارے میں معاشرتی طہارت کے جھوٹے دعووں کو بے نقاب کرتی ہے۔ اردو ناول کی روایت میں نسوانی کردار اکثر مصلحت پسند، قربانی دینے والے یا جذباتی پیرائے میں پیش کیے جاتے رہے ہیں، لیکن ہڑپہ میں عورت ایک ایسی ہستی کے طور پر سامنے آتی ہے جو اپنی بے زبانی کو خود کلامی میں ڈھالتی ہے، اپنی ذات کی شکستگی کو تحقیر نہیں بننے دیتی بلکہ اس سے ایک فکری مکالمہ جنم دیتی ہے۔ یہی مکالمہ ہڑپہ کو محض ایک ناول نہیں بلکہ نسوانی ثقافت کے تنقیدی مظہر میں تبدیل کر دیتا ہے۔ اردو فکشن کی تاریخ میں چند نام ایسے بھی ہیں جنھوں نے اپنے مخصوص اسلوب، تہذیبی شعور، اور فکری عمق کے باعث نہ صرف قارئین بلکہ ناقدین کو بھی متوجہ کیا ہے۔ طاہرہ اقبال ایسی ہی تخلیق کار ہیں جنہوں نے دیہی زندگی، عورت کی فطرتی پیچیدگیوں، اور معاشرتی ناانصافیوں کو اپنے تخلیقی تجربے کا محور بنایا۔ ان کے فکشن میں محض کہانی نہیں، ایک جہد، ایک مزاحمت، اور ایک فکری مکالمہ رواں دواں نظر آتا ہے۔ بالخصوص نسوانی وجود کی جملہ پرتیں ان کی تحریروں میں غیر روایتی انداز سے سامنے آتی ہیں، جہاں عورت مظلوم نہیں، ایک مکمل وجود، ایک تنقیدی آہنگ، اور ایک علامتی احتجاج بن کر ابھرتی ہے۔ رشید امجد، جن کا شمار اردو کے نمائندہ فکشن نگاروں میں ہوتا ہے، طاہرہ اقبال کے اس مخصوص فکری و ثقافتی شعور کو یوں سراہتے ہیں:

> ''طاہرہ اقبال جدید اردو فکشن میں ایک مخصوص کلچر، زبان اور اسلوبِ حیات کی ترجمان بن کر سامنے آئی ہیں۔''(2)

یہی ثقافتی ترجمانی بعد ازاں ان کے سفر ناموں، کالموں، اور افسانوں میں بھی دکھائی دیتی ہے۔ ان کے سفر ناموں کی سچائی، مشاہدے کی باریکی اور تہذیبی صداقت کا اعتراف خود معروف سفر نامہ نگار عطاء الحق قاسمی بھی یوں کرتے ہیں:

> ''سفر تو بہت سے لوگ کرتے ہیں مگر سفر نامہ تو کوئی تخلیق کار ہی لکھ سکتا ہے جو راستے کے منظروں کو ایک زاویہ نگار اور منفرد فریم سے دیکھتا ہے۔۔۔ ان دو سفر ناموں میں مجھے جس بات نے زیادہ متاثر کیا وہ ان کی حقیقت نگاری ہے۔۔۔ تصویر کا وہی رخ قاری کو دکھانے کی کوشش کرتی ہیں جو وہ خود دیکھ رہی ہوتی ہیں۔''(3)

طاہرہ اقبال نے اپنی تخلیقات میں عورت کے وجود کو فقط صنفی شناخت تک محدود نہیں رکھا بلکہ اسے ایک مکمل معاشرتی مظہر کے طور پر پیش کیا ہے۔ یہی خصوصیت انہیں دیگر فکشن نگاروں سے ممتاز کرتی ہے۔ ان کے معروف افسانوی مجموعے ریخت، سنگ بستہ، گنجی بار اور زمیں میں رنگ اس بات کا ثبوت ہیں کہ وہ عورت کی داخلی پیچیدگیوں، طبقاتی کشمکش، جنسی عدم مساوات، اور دیہی زندگی کی سچائیوں سے براہ راست مکالمہ کرتی ہیں۔ ناول نگاری کے میدان میں نیلی بار، گراں اور خصوصاً ہڑپہ نے انہیں ادبی حلقوں میں خاص مقام عطا کیا۔ ہڑپہ صرف ایک ناول نہیں بلکہ ایک تہذیبی، نفسیاتی، اور نسوانی متن ہے جو عورت کے وجود کے ساتھ جڑے ہر ممکنہ سوال کو زبان دیتا ہے۔ اس ناول کی فکری و فنی ہم آہنگی، کرداروں کی تہہ داری، اور اسلوب کی دیہی جڑت طاہرہ اقبال کے تخلیقی کمال کی مظہر ہے۔ ان کے ہاں زبان و بیان کا وہ سلیقہ ملتا ہے جو نہ صرف علاقائی ثقافت سے جڑا ہے بلکہ نسوانی شعور کو اس کے اصل تناظر میں عیاں کرتا ہے۔ ان کی تحریریں مخصوص خواتین کرداروں کی کہانیاں نہیں، بلکہ عورت کی اجتماعی یادداشت، اس کی جدوجہد، اس کی فطرت، اور اس کی بے آواز چیخ کا بیانیہ ہیں۔

طاہرہ اقبال کا ناول ہڑپہ نہ صرف ان کے فکری سفر کا اہم سنگ میل ہے بلکہ اردو ناول کی روایت میں بھی ایک منفرد تجربہ شمار ہوتا ہے۔ اس ناول میں مصنفہ نے محض کہانی نہیں سنائی، بلکہ اس کے ذریعے عورت کے وجود، اس کی فطرت، اس کے ساتھ روا رکھے گئے صنفی تعصبات، اور دیہی ثقافت کی تہوں میں چھپی نسوانی سچائیوں کو ایک ہمہ جہت فکری بیانیے میں ڈھالا ہے۔ ناول کا عنوان ہڑپہ، جو ایک قدیم تہذیب کی علامت ہے، یہاں محض جغرافیائی یا تاریخی حوالہ نہیں بلکہ عورت کے وجود کی اُس تہذیبی تاریخ کی علامت ہے جسے بار بار برباد کیا گیا، لیکن پھر بھی وہ اپنی فطرت میں زندہ رہی۔

ہڑپہ تین حصوں پر مشتمل ہے: "آباد ہڑپہ"، "کھنڈر ہڑپہ"، اور "ہڑپہ فطرت"۔ ہر حصہ دیہی معاشرے کے مختلف پرتوں اور کرداروں کو آشکار کرتا ہے۔ طاہرہ اقبال نے ہر باب کو ایک کردار کے نام سے موسوم کیا ہے، جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ ان کرداروں کی نفسیاتی اور تہذیبی معنویت مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ کردار اپنی پوری گہرائی کے ساتھ صرف فرد نہیں بلکہ نسوانی شعور، دیہی معاشرت، جنسی تفریق، طبقاتی نظام، اور خاندانی جبر کی علامت بن کر سامنے آتے ہیں۔

ناول کا پلاٹ دراصل کرداروں کی زندگیوں کے ذریعے آگے بڑھتا ہے۔ یہاں کہانی کوئی روایتی بیانیہ نہیں رکھتی، بلکہ ہر واقعہ کسی عورت کے وجود کی ایک پرت کو کھولتا ہے۔ طاہرہ اقبال کے فکری کمال کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے عورت کے جسم کو صرف حیاتیاتی ساخت کے بجائے ایک ثقافتی مظہر کے

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

طور پر پیش کیا ہے۔ بلوغت، ماں بیٹی کا رشتہ، طوائف اور بیوی کے درمیان سماجی امتیاز، اور نسوانی خودی کی تشکیل، سبھی پہلو بظاہر ذاتی دکھائی دیتے ہیں، لیکن دراصل ایک اجتماعی نسوانی تاریخ کو بیان کرتے ہیں۔ جیسے کہ ناول کے آغاز میں صنوبر کے کردار کے ساتھ بدن میں آنے والی فطری تبدیلیوں پر جس انداز سے گفتگو کی گئی ہے، وہ دراصل اس معاشرتی رویے کی عکاسی ہے جس میں عورت کے فطری جسمانی عمل کو گناہ، شرم اور حقارت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ ان فقروں میں مجسم ہو جاتا ہے:

"لیکن اس قلعے نما گھر میں بند شہزادی کو ان جسمانی تبدیلیوں کی، بلوغت کے اظہار کی اجازت نہ تھی۔ صنوبر کی بلوغت کسی عذاب کی طرح آئی اور عفریت کی طرح اس کے چڑمڑ وجود کے ساتھ چپک گئی۔"(4)

اسی طرح طاہرہ اقبال نے داستانوی طرزِ بیان سے بچتے ہوئے کہانی کو مکمل طور پر حقیقت پسندانہ پیرائے میں پیش کیا ہے۔ انہوں نے اپنے کرداروں کو دیہی فضا سے جوڑ کر ایک ایسا مکالمہ قائم کیا ہے جس میں عورت نہ صرف بولتی ہے بلکہ قاری کو اپنے داخلی زخموں کا مشاہد بناتی ہے۔ واقعات میں تسلسل، منظر نگاری میں جزیات نگاری، اور کرداروں کی فکری گہرائی ناول کی ساخت کو استحکام بخشتی ہے۔

ناول کے عنوان کی علامتی معنویت بھی قابل غور ہے۔ "ہڑپہ" نہ صرف ایک تاریخی مقام ہے بلکہ ایک "فطرت " بھی ہے—ایسی فطرت جو مٹی، خون، وجود، جبر اور احتجاج کی صورت میں کرداروں میں زندہ ہے۔ یہی "فطرت" ناول کی ساخت میں بار بار مختلف علامتی اشکال میں ظاہر ہوتی ہے۔ کبھی وہ "گندی ٹاکیوں" کی صورت میں، کبھی "جھلی" کی صورت میں، کبھی "چنی سے چاند بیگم " بننے کے سفر میں، اور کبھی "بالی کنجری" کی مظلومیت میں۔

ناول کے تینوں حصے دراصل نسوانی وجود کی تین حالتوں کو ظاہر کرتے ہیں:

- پہلا: عورت کی معصومیت اور دباؤ
- دوسرا: اس کی بغاوت اور شکست
- تیسرا: اس کی مزاحمت اور ادراکِ ذات

ان کی ترتیب ایک ارتقائی نسوانی شعور کی علامت ہے جسے طاہرہ اقبال نے فنی ہنرمندی سے ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ کرداروں کی تشکیل، واقعات کی تنظیم، اور زبان کی تہہ داری مل کر ناول ہڑپہ کو اردو ادب کے ان نسوانی متون میں شامل کرتے ہیں جو صرف عورت کے وجود کو نہیں بلکہ اس کی تہذیبی تکالیف اور فکری مزاحمت کو بھی موضوع بناتے ہیں۔ ناول ہڑپہ میں طاہرہ اقبال نے نسوانی ثقافت کو صرف عورت کی سماجی حیثیت یا معاشرتی مظلومیت تک محدود نہیں رکھا، بلکہ اسے ایک تہذیبی، جذباتی اور نفسیاتی فریم ورک میں پیش کیا ہے۔ اس ناول میں عورت کی شناخت محض ایک صنفی مظہر کے طور پر نہیں، بلکہ ایک تاریخی تجربے، تہذیبی جبر اور داخلی شعور کی علامت کے طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ طاہرہ اقبال کا فکشن ہمیں اس نسوانی دنیا میں لے جاتا ہے جہاں عورت کا بدن، زبان، رویہ، خاموشی اور حتیٰ کہ اس کی موجودگی بھی ایک ثقافتی استعارہ بن جاتی ہے۔

عورت کے جسم سے جڑی شرم، خوف اور نفرت کو جس انداز میں صنوبر کے کردار کے ذریعے پیش کیا گیا ہے، وہ نسوانی ثقافت کے ان غیر تحریری ضابطوں کو بے نقاب کرتا ہے جن میں بلوغت اور حیاتیاتی تبدیلیوں کو گناہ یا سزا سمجھا جاتا ہے۔ ناول میں صنوبر کی جسمانی تبدیلیوں کو سماجی نگاہوں سے چھپانے کی جو تگ و دو دکھائی گئی ہے، وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ عورت کے جسم کو ثقافتی سطح پر شرمندگی اور ناپاکی سے منسلک کر دیا گیا ہے۔ جیسا کہ طاہرہ اقبال نے لکھا:

"صنوبر کی بلوغت کسی عذاب کی طرح آئی اور عفریت کی طرح اس کے چڑمڑ وجود کے ساتھ چپک گئی۔"(5)

اسی طرح ناول میں عورت کے لیے تعلیم، وراثت، اور آزادی جیسے بنیادی حقوق کو خطرہ تصور کیا جاتا ہے۔ روایتی دیہی ذہنیت عورت کو صرف اس وقت تک قابل قبول سمجھتی ہے جب وہ مرد کے تابع ہو، اس کی ملکیت ہو، اور اس کی عزت کے "نظام" میں خاموشی سے جیتی رہے۔ عورت کی خودمختاری کو بغاوت اور اس کی تعلیم کو بے راہ روی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ اس نظام میں عورت کا کوئی ذاتی خواب، کوئی فکری مقام یا اختیاری حق تسلیم نہیں کیا جاتا۔ ناول ہڑپہ میں عورت کو اسی سماجی فریم سے نکال کر ایک جیتی جاگتی، سوچتی اور احتجاج کرتی ہستی کے طور پر پیش کیا ہے۔ یہ احتجاج کبھی زبان سے نہیں بلکہ بدن کی چادر میں لپٹی خاموشی، یا زخم خوردہ خودکلامی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ ناول کی فضا میں عورت کی سسکی، اس کا سکڑ جانا، اس کا اپنی ذات سے بیزار ہونا، دراصل اس ثقافت کا بیانیہ ہے جس میں نسوانی شناخت کو بوجھ سمجھا جاتا ہے۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

اسی معاشرتی تناظر میں طاہرہ اقبال عورت کے ساتھ ہونے والے سماجی تضاد کو بھی واضح کرتی ہیں، جہاں مرد کا گناہ معاف ہو جاتا ہے لیکن عورت کا چھوٹا سا قدم بھی سماجی ذلت کا سبب بن جاتا ہے۔ جیسا کہ ناول میں بالی کے کردار کے ساتھ ہونے والے سلوک سے اندازہ ہوتا ہے، وہ سماج جس نے اسے بار بار رسوا کیا، آخرکار اسے اسی شناخت میں قبول بھی کر لیتا ہے — لیکن عزت سے نہیں، بلکہ مفاد اور طاقت کے زاویے سے۔ یوں ناول ہڑپہ میں نسوانی ثقافت کی نمائندگی صرف کرداروں کی زندگی تک محدود نہیں بلکہ پوری تہذیبی ساخت، لسانی اظہار اور علامتی بیانیے میں بکھری ہوئی ہے۔ طاہرہ اقبال نے نہ صرف عورت کے داخلی وجود کو بیان کیا ہے، بلکہ اس کے ارد گرد کی ثقافت کو بھی ایک آئینے کی صورت قاری کے سامنے رکھ دیا ہے۔

ہڑپہ میں کردار نگاری محض فنی ضرورت نہیں بلکہ فکری اظہار اور نسوانی شعور کی تہہ دار علامت ہے۔ اس ناول کی مرکزی توجہ عورت کے ان کرداروں پر مرکوز ہے جو نہ صرف دیہی معاشرت کی نمائندگی کرتے ہیں بلکہ اس کے نفسیاتی جبر، صنفی عدم مساوات اور داخلی ٹوٹ پھوٹ کے عکاس بھی ہیں۔ طاہرہ اقبال نے ان کرداروں کے ذریعے نسوانی وجود کو ایک مکمل فکری پیکر میں ڈھالنے کی سعی کی ہے۔ کردار "صنوبر" دیہی سماج کی اس نوجوان لڑکی کی علامت ہے جو بلوغت، نسوانی شناخت اور جسمانی تبدیلیوں کو معاشرتی حقارت، خاموشی اور نفی کے آئینے میں دیکھتی ہے۔ اس کا بدن اسے شرم کا باعث لگتا ہے، اس کی خاموشی احتجاج میں بدلنے سے پہلے خود نفی کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ وہ صرف ایک فرد نہیں، بلکہ ایک پوری نسل کی نمائندہ ہے جو اپنی فطری کیفیات کو سماجی دباؤ کے تحت دبانے پر مجبور ہے۔

اسی طرح کردار "چنی"، جو کہ ایک سماجی طور پر کمزور اور پس منظر میں رہنے والی عورت ہے، بعدازاں "چاند بیگم" کے روپ میں طاقت، عزت اور اختیار کی علامت بن کر ابھرتی ہے۔ چنی کا ارتقائی سفر عورت کی اس صلاحیت کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ معاشرتی ذلت کو اپنی قوتِ مزاحمت میں تبدیل کر سکتی ہے۔ یہ وہ پہلو ہے جو عورت کو محض مظلوم نہیں، بلکہ ایک متحرک فکری قوت کے طور پر پیش کرتا ہے۔ کردار "بالی" اس پیچیدہ کشمکش کا نمائندہ ہے جہاں عورت اپنی فطری خواہشات اور معاشرتی توقعات کے درمیان پستی ہے۔ وہ اپنی زندگی میں کئی مردوں کے ساتھ تعلق جوڑتی ہے، لیکن سماج اسے "کنجری" کا لقب دے کر خارج کر دیتا ہے۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ یہی عورت آخرکار اسی معاشرے میں عزت کی نئی تعریف کی نمائندہ بن جاتی ہے۔ اس کردار کے ذریعے طاہرہ اقبال اس تضاد کو بے نقاب کرتی ہیں جہاں عورت کے افعال پر مردانہ سماج اخلاقیات کی چھاپ تو ثبت کرتا ہے، مگر خود انہی افعال کا اصل فائدہ بھی وہی سماج اٹھاتا ہے۔

ان تینوں نسوانی کرداروں کے نفسیاتی خدوخال میں ایک مشترک عنصر نمایاں ہے : خاموش مزاحمت۔ یہ کردار بولتے کم ہیں، لیکن ان کا بدن، آنکھیں، حرکات اور طرزِ زیست خود ایک مکالمہ بن جاتے ہیں۔ وہ روایتی بیانیہ کے مطابق زندگی کو قبول نہیں کرتے بلکہ اندرونی اضطراب، خوف، اور تجزیے کے ذریعے زندگی کے خلاف خاموش جنگ لڑتے ہیں۔

طاہرہ اقبال کی کردار نگاری کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ اپنے کرداروں کو انجام تک چھوڑتی نہیں، بلکہ ان کے تجربات، جذبات اور داخلی تصادم کو فکری وحدت میں سمو دیتی ہیں۔ ہر کردار کی ایک تاریخ، ایک زخم، ایک سوال اور ایک جواب ہے۔ یہ کردار ادب کے لیے محض فرضی شخصیتیں نہیں بلکہ ثقافت، نفسیات اور جنس کے باہمی تصادم کی زندہ علامتیں ہیں۔ یوں ناول ہڑپہ کی نسوانی کردار نگاری نہ صرف عورت کی انفرادی نفسیاتی جہات کو بیان کرتی ہے بلکہ اس کی اجتماعی معاشرتی حالت کو بھی آشکار کرتی ہے۔ یہ کردار اپنے وقت اور تہذیب کے ساتھ ایک ایسا فکری رشتہ قائم کرتے ہیں جو قاری کو غور، سوال، اور مکالمے کی دعوت دیتا ہے۔

اردو فکشن میں زبان محض اظہار کا وسیلہ نہیں بلکہ تہذیب، طبقہ، جنس اور مقام کا آئینہ ہوتی ہے۔ طاہرہ اقبال نے ناول ہڑپہ میں نسوانی کرداروں کے ذریعے جو زبان اور اسلوب تخلیق کیا ہے، وہ صرف بیانیہ کی خدمت نہیں کرتا بلکہ عورت کے فکری و ثقافتی وجود کو معنویت عطا کرتا ہے۔ ان کے کرداروں کی زبان میں نہ صرف دیہی تہذیب کی خوشبو ہے بلکہ نسوانی وجود کی وہ شدت بھی موجود ہے جو درد، خاموشی، احتجاج، اور بے بسی کے ساتھ جڑی ہوتی ہے۔ ہڑپہ میں طاہرہ اقبال نے پنجابی دیہات کی عورت کی اصل بول چال کو غیر ملفوظی سچائی کے ساتھ ناول کا حصہ بنایا ہے۔ عورتوں کی زبان میں جھجک، تلخی، گالی، لوک محاورہ، استعارہ اور جذباتی اُبال، سب کچھ فطری بہاؤ کے ساتھ موجود ہے۔ یہ زبان بناوٹی نہیں بلکہ زندگی سے جُڑی ہوئی ہے۔ مصنفہ نے سادہ بیانیہ کو ذریعہ بنا کر عورت کی فطری آواز کو جگہ دی ہے — ایسی آواز جو گھروں کی چار دیواری سے نکل کر صفحۂ قرطاس پر زندہ ہو گئی ہے۔

مثلاً دیہی خواتین کی زبان میں جو تیکھا پن، بے ساختگی اور جذباتی شدت ہوتی ہے، وہ اس ناول میں جگہ جگہ ملتی ہے۔ یہاں عورت کی زبان بیک وقت مزاحمت اور قبولیت کا پیرایہ اختیار کرتی ہے۔ وہ کبھی طنز میں مرد کی بالادستی پر وار کرتی ہے، اور کبھی اپنے وجود کو سمیٹ کر خاموش ہو جاتی ہے۔ یہ دوہرا اسلوب ہی نسوانی زبان کی اصل پیچیدگی اور تہذیبی پختگی کا ثبوت ہے۔ انھوں نے علاقائی بولی، لوک محاورے، اور پنجابی لب و لہجے کو اپنی نثر کا لازمی حصہ بنا کر یہ واضح کیا ہے کہ نسوانی شعور صرف

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

زبان کے مہذب سانچوں میں قید نہیں کیا جاسکتا۔ دیہی عورت کی فطری گالی، تضحیک آمیز جملے، اور خود کلامی، سب کچھ اس کی زبان کے اسلوب کا حصہ ہے۔ یہی اسلوب اس عورت کو زبان دیتا ہے جو عموماً ادب کی مرکزی صف میں خاموش رہتی ہے۔

یہ زبان نہ صرف عورت کی نسوانی شناخت کی نمائندہ ہے، بلکہ طبقاتی تفریق اور معاشرتی ساخت کو بھی بے نقاب کرتی ہے۔ عورت کی گفتگو میں جو تلخی یا کاٹ ہے، وہ محض لہجہ نہیں، ایک تہذیبی صداقت ہے۔ طاہرہ اقبال نے اس صداقت کو توڑ مروڑ کے نہیں بلکہ جوں کا توں پیش کیا ہے، جس سے ان کے اسلوب میں ایک قسم کی ثقافتی خودی اور تخلیقی دیانت پیدا ہوتی ہے۔ نتیجتاً ہڑپہ کی زبان صرف ناول کا اسلوب نہیں، بلکہ نسوانی ثقافت کا ایک زندہ مظہر ہے۔ یہ زبان عورت کی نس نس سے نکلی ہوئی وہ صدا ہے جسے اکثر معاشرہ سننے سے انکاری ہوتا ہے۔ طاہرہ اقبال نے اسی انکار کو ایک جرأت مند قبولیت میں تبدیل کر دیا ہے۔

طاہرہ اقبال کا ناول ہڑپہ اردو فکشن میں نسوانی ثقافت کی ایک ایسی جامع اور کثیر الجہت تصویر پیش کرتا ہے جو نہ صرف فنی لحاظ سے اہم ہے بلکہ فکری، تہذیبی اور سماجی تناظر میں بھی گہری معنویت رکھتی ہے۔ ناول کے مطالعے سے درج ذیل نتائج اخذ کیے جا سکتے ہیں:

سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ ہڑپہ میں عورت کو ایک مکمل وجود کے طور پر دیکھا گیا ہے—ایسا وجود جو اپنی ذات کے مختلف مراحل (جسمانی، نفسیاتی، سماجی، اور فکری) سے گزرتا ہے۔ مصنفہ نے عورت کی زندگی کی داخلی پیچیدگیوں کو بڑی جرات اور ایمانداری سے پیش کیا ہے۔ عورت کے بدن، اس کی فطری کیفیات، اور سماج کے تضحیک آمیز رویے کو جس بصیرت سے بیان کیا گیا ہے، وہ نسوانی وجود کو محض مظلوم کی حیثیت سے نہیں بلکہ فکری مزاحمت کی علامت کے طور پر سامنے لاتا ہے۔

ناول میں جنسی امتیاز، طبقاتی تقسیم، اور معاشرتی تفریق جیسے موضوعات کو عورت کے نقطۂ نظر سے اجاگر کیا گیا ہے۔ عورت کا تعلیمی حق، وراثت میں حصہ، ازدواجی رشتہ، اور سماجی کردار سبھی کو تنقیدی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔ اس عمل میں طاہرہ اقبال عورت کو محض ایک متاثرہ فرد کے بجائے ایک متحرک فکری قوت کے طور پر پیش کرتی ہیں۔

ایک اور اہم پہلو یہ ہے کہ ناول میں استعمال کی گئی زبان، مکالمے، اور علاقائی محاورات عورت کی اپنی تہذیبی شناخت کی عکاسی کرتے ہیں۔ زبان نہ صرف کردار کی سچائی کو ابھارتی ہے بلکہ نسوانی لب و لہجے اور بول چال کو ادبی وقار عطا کرتی ہے۔ اسلوب میں پنجابی دیہات کی سادگی، شدت اور جذباتی فضا پوری شدت کے ساتھ محسوس کی جاسکتی ہے۔

ہڑپہ میں کرداروں کی کثرت کے باوجود ہر کردار کسی نہ کسی صورت عورت کے وجود سے جڑا ہوا ہے، اور اس کی مکمل تصویر کا حصہ بنتا ہے۔ صنوبر، چنی، بالی اور بڑی بی بی جی جیسے کردار نسوانی شعور کے مختلف زاویوں کی نمائندگی کرتے ہیں— کہیں سہمے ہوئے بدن کی خاموشی ہے، تو کہیں خود آگاہی کی روشنی۔

سب سے نمایاں نتیجہ یہ سامنے آتا ہے کہ طاہرہ اقبال نے نسوانی ثقافت کو محض رومانوی یا جذباتی موضوع کے طور پر نہیں اپنایا بلکہ اسے فکری مزاحمت، سماجی تجزیے، اور تہذیبی معنویت کی سطح پر بیان کیا ہے۔ ان کے یہاں عورت صرف مظلوم نہیں، بلکہ خود اپنے زخموں کو تعبیر میں ڈھالنے والی ہستی ہے۔ جیسا کہ ناول کے ایک مقام پر واضح ہوتا ہے:

"یہ انسانی رشتے ذاتی اغراض اور نفسیاتی مسائل کا عجیب گورکھ دھندا ہے۔"(6)

یہ جملہ عورت کے تجربے کی اس گہرائی کو بیان کرتا ہے جہاں ہر رشتہ، ہر وابستگی، اور ہر قدر عورت کے لیے ایک سوال بن جاتی ہے—اور یہی سوال اس ناول کی اصل طاقت ہے۔

طاہرہ اقبال کا ناول ہڑپہ اردو ناول کی اس فکری روایت کا نمائندہ ہے جو عورت کے وجود کو محض سماجی ساخت کا حصہ نہیں، بلکہ ایک مکمل ثقافتی، نفسیاتی اور فکری مظہر کے طور پر پیش کرتا ہے۔ اس ناول میں عورت کا بدن، اس کی خاموشی، اس کی مزاحمت، اس کا اضطراب، اور اس کی بولی، سب کچھ ایک مکمل نسوانی ثقافت کی تشکیل کرتے ہیں۔ ہڑپہ کی عورت محض رونے، سہنے اور قربانی دینے والی نہیں، بلکہ وہ ہستی ہے جو جبر کے اندر سے بیداری، اور ذلت کے اندر سے خودی کشید کرتی ہے۔ انھوں نے عورت کو ایک ایسا وجود دکھایا ہے جو سماج کے دوغلے معیاروں، مذہبی استبداد، اور اخلاقی منافقت کے خلاف خاموش لیکن گہرا فکری احتجاج پیش کرتا ہے۔ ان کے کرداروں میں وہ زبان بولتی ہے جو صدیوں سے دبائی گئی ہے؛ وہ بدن ظاہر ہوتا ہے جسے ناپاک سمجھ کر چھپایا گیا؛ وہ شعور ابھرتا ہے جسے خاموشی میں دفن کر دیا گیا تھا۔

ناول میں نسوانی ثقافت کو محض عورت کے دکھوں یا اس کے جنسی استحصال تک محدود نہیں کیا گیا بلکہ اس کے سوچنے، سمجھنے، رد کرنے، قبول کرنے اور فیصلہ کرنے کی صلاحیت کو بطور موضوع پیش کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ناول کی اسلوبیاتی جہت، دیہی لب و لہجہ، پنجابی محاورہ اور ثقافتی علامتیں عورت کی زبان، لہجے اور طرزِ

احساس کو ادبی شناخت عطا کرتی ہیں۔ ہڑپہ کی فکری اہمیت اس بات میں مضمر ہے کہ یہ ناول نسوانی شعور کی ایک ہمہ گیر تعبیر فراہم کرتا ہے۔ طاہرہ اقبال نے نسوانی مسائل کو سطحی رومانیت یا جذباتی پس منظر سے بلند کر کے ایک فکری اور تہذیبی بیانیہ بنا دیا ہے۔ یہی وہ ادبی شعور ہے جو اردو ناول کو نہ صرف عصری معنویت عطا کرتا ہے بلکہ عورت کو بطور فاعل قوت (active agent) سامنے لاتا ہے۔

اس تحقیقی مطالعے سے یہ نتیجہ بھی اخذ کیا جا سکتا ہے کہ ہڑپہ اردو فکشن میں نسوانی ثقافت کی اس تہذیبی تاریخ کا بیان ہے جو سماجی ڈھانچوں میں دبی رہی، مگر آخر کار اپنی شناخت، آواز اور وقار کے ساتھ ابھرتی ہے۔ طاہرہ اقبال کا یہ ناول صرف ایک ادبی کاوش نہیں، بلکہ ایک فکری اعلان ہے — کہ عورت کی خاموشی کو زبان دی جائے، اور اس کے وجود کو تسلیم کیا جائے۔

حوالہ جات

1۔ یونس جاوید، گل و گلزار جھاڑ کی بات، مشمولہ: "ریخت"، طاہرہ اقبال، دوست پبلی کیشن، اسلام آباد، ۲۰۱۰ء، ص ۱۰

2۔ رشید احمد، "مٹی کی سانجھ"، مشمولہ: ماہنامہ چہار سو، ضمیر جعفری، سید، فیض الاسلام پرنٹنگ پریس ٹرنک بازار، راولپنڈی، پاکستان، جلد ۲۵، شمارہ مئی، جون ۲۰۱۲ء، ص ۲۷

3۔ عطاء الحق قاسمی، "طاہرہ اقبال کی سفر نامہ نگاری"، مشمولہ: ماہنامہ چہار سو، ضمیر جعفری، سید، فیض الاسلام پرنٹنگ پریس ٹرنک بازار، راولپنڈی، پاکستان، جلد ۲۵، شمارہ مئی، جون ۲۰۱۲ء، ص ۲۷

4۔ طاہرہ اقبال، "ہڑپا"، بک کارنر جہلم، پاکستان، فروری ۲۰۲۳ء، ص ۶۷

5۔ ایضاً

6۔ ایضاً، ص ۲۰۶